عورتوں کے حقوق
یورپی ممالک اور اسلامی معاشرہ میں

علی ظہیر نقوی

مظلوم تاریخ عورت کے سلسلے میں انسانی تاریخ کی مختلف تہذیبوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے معاشروں نے عورت کو مرد کے مقابل ایک ادنی اور کمزور مخلوق تصور کرتے ہوئے قانونِ فطرتِ الٰہی کے خلاف اسے لازمی حقوق سے بھی محروم کر رکھا تھا۔مدت دراز تک اس امر پر ہی بحث ہوتی رہی کہ عورت کے پاس نفس بھی موجود ہے یا نہیں۔ [1]

بعض معاشروں کے اربابِ فکر کا خیال تھا کہ وہ انسان نہیں بلکہ مالِ تجارت ہے۔ اُسے ایک عرصہ تک حقیر و ناپاک، شر و بد بختی کو جنم دینے والا وجود تصور کیا جاتا رہا۔یورپی ارباب فکر کے مطابق عورت کو ایک طفیلی وجود تصور کیا گیا۔ان کا خیال تھا کہ تمام الٰہی نعمتیں اصل میں مرد کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ عورت مرد کے لیے پیدا کی گئی مخلوق ہے۔ عورت عزت و شرافت سے عاری ہے جبکہ مرد عزت و شرافت کا پتلا ہے اور عورت شیطان و گندا کیڑا اور گندگیوں کا سرچشمہ ہے۔[2] یا یہ کہ عورت بہشت میں نہیں پہنچ سکتی [3]۔ ان جیسے توہّم پرستانہ نظریات خالق کائنات کی اس عظیم تخلیق سے متعلق یورپی معاشرہ میں عام تھے۔

قدیم یونانی معاشرے میں بھی عورت کو عزت و احترام کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔اُسے گھر کی چار دیواری میں قید کر کے رکھا گیا۔اس کی حیثیت ان کے معاشرے میں ایک لونڈی و باندی سے کچھ زیادہ نہ تھی یہاں تک کہ اُسے مردوں کے لیے حصول لذت کا ذریعہ سمجھا گیا۔یونان کا مشہور خطیب ڈموسٹن کہتا ہے کہ ہم (مرد) شہوت پسند عورتوں کو حصول لذت کے لیے چاہتے ہیں۔اور بیویوں کی جائز ضرورت اولاد کے لیے ہے۔

یونان میں عورت کو بیچنے اور ہبہ کرنے میں کوئی تردّد و عار نہ تھا۔ چنانچہ ڈموسٹن کی ماں کو اُس کے باپ نے اپنے کسی دوست کو ہبہ کر دیا تھا اور ایک قول کے مطابق سقراط نے قرض کے طور پر بیوی کو ایک خطیب آلیسیاد کے حوالہ کر دیا تھا۔ وہاں یہ بات عام تھی کہ اگر مرد، جوان نہ ہو تو اس کا فرض ہے کہ اپنی بیوی سے ہمبستری کے لیے کسی جوان کو تلاش کرے

لیکن دوسری طرف عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی غیر مرد کی بانہوں میں چلی جائے تو وہ قتل کی مستحق قرار دی جاتی تھی۔ ۴

رومی مفکرین میں سالہا سال تک اسی میں اختلاف رہا کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں، پھر ایک مجلس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ حیوان نجس ہے جو روح سے خالی ہے اس کے لیے ہنسنا اور بات کرنا جائز نہیں بلکہ وہ اپنے منہ کو بند رکھے۔ صرف روم ہی نہیں بلکہ امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا کے بعض قبائل خاندانوں میں عورت کے متعلق یہی نظریہ قائم کیا گیا تھا۔ ۵

روم میں مرد کو عورت پر تصرف و مالکانہ حقوق حاصل تھے یہاں تک کہ روم میں عورت غلاموں کی طرح بیچی و خریدی جاتی تھی۔ اپنے باپ اور شوہر کے سامنے عورت نہ تو حق مالکیت رکھتی تھی اور نہ ہی آزادی حق معاشرت اور حق زندگی اُسے حاصل تھا۔ پہلے باپ اور پھر شوہر کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی لڑکی یا بیوی کو بیچ دیں، قرض دیں، کرائے پر چلائیں یا اُسے قتل کر دیں۔ ۶

۵۸۶ء میں فرانس کی دینی کانفرنس نے بحث و نظر کے بعد عورت کے لیے طے کیا کہ عورت انسان تو ہے مگر مرد کی خدمت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ کچھ مدت پہلے یورپ کے متمدن ممالک عورت کو مالکیت اور تصرف املاک کے حق سے محروم رکھتے تھے۔ ۱۸۵۰ء میں انگلینڈ کے اندر جو قانون بنایا گیا اس میں عورتوں کو ملک کے افراد میں شمار نہیں کیا گیا تھا حد یہ ہے کہ اس کے جسم پر موجود لباس کا بھی عورت کو مالک نہیں مانا گیا تھا۔ ہنری ششم کے ایک فرمان کے مطابق انگلستان میں عورتوں کو کتاب مقدس کے مطالعے سے روک دیا گیا تھا۔ ۱۸۸۲ء میں برطانیہ کے اندر قانون بنایا گیا جس کی بنا پر عورتوں کو حق دیا گیا تھا کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت خود خرچ کر سکتی ہے۔ وہ مجبور نہیں ہے کہ وہ اپنی آمدنی مرد کے سپرد کردے۔ ۷

سولھویں صدی کے یورپ کے صنعتی انقلاب کو نشاۃِ ثانیہ (Renascence) سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے سبب تعلیمی بیداری اور مشینی نظام نے انسانی معاشرہ کو ترقی دی اور کسی حد تک قدامت پسندانہ فرسودہ خیالات کو الوداع کہتے ہوئے تہذیبِ نو کے افکار نے جنم لیا۔ اب مساوات اور حقوق آزادی نسواں کے نعرے بلند ہونے لگے۔ عورت کا رشتہ صنعتی اداروں اور کارخانوں سے جوڑ دیا گیا۔ اسے کام دیا گیا جس نے تہذیب و ثقافت کے ساتھ معاشرے کو متاثر کیا۔ وہ جاگیر دارانہ فیوڈل معاشرے سے آزاد ہوئی تو اس نے عورت کی پردہ نشینی کو ہی عریاں کر دیا۔ سرمایہ داری اور اقتصادی مساوات کے اس دور میں عورت کو پر فریب آزادی کی حسین و

دلکش چادر میں لپیٹ کر پیش کیا جانے لگا۔ اسے گھر سے نکال کر بازاروں میں اتار دیا گیا۔ اب خاندانی رشتہ متزلزل ہونے لگے۔ وہ اقتصاد و آزادی کے جال میں پھنس کر سرمایہ دار سیاسی مداریوں کا کھلونا بننے لگی۔ مرد و عورت کے باہمی روابط نے جنسی آزادی کو جنم دیا اور اخلاقی برائیو ں کے ساتھ عورت کا جنسی استحصال ہونے لگا۔

عصر حاضر میں آج مساوات و حقوق نسواں کے نام پر عورتوں کے حقوق کا مغرب جس طرح استحصال کر رہا ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مغرب میں عورت کی عزت و آبرو کے استحصال نے اس کی حس و شعور پر تالے ڈال دیے ہیں یہاں تک کہ عورت آزادی نسواں کے پُرفریب نعروں کا شکار ہو کر اپنے تشخص و ناموس کو گنوا بیٹھی ہے۔ فیشن کے نام پر بنت حوّا کے جسموں سے لباس اتار کر اُسے کارو باری شے بنا دیا گیا ہے۔ عورت جسے انسانی معاشرے کا اہم جزو اور روح رواں ہونا تھا استعماری سازشوں کا شکار ہو کر اپنے وجود کے منفی پہلوؤں کے ساتھ ابھری ہے۔ یورپ میں آج بھی اس کا وجود محض جنسی حیوان کی حیثیت سے کرایا جا رہا ہے۔ اُسے قطعی وہ عزت و احترام حاصل نہیں جس کی وہ حقدار تھی۔

ابلاغ عامہ کے سب ہی ذرائع کو اس کی تشہیر کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اخبار، رسائل، سنیما، ٹیلی ویژن، سوشل میڈیا اور فنون لطیفہ کے اکثر شعبوں میں عورت کی نسوانیت کو عریاں شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اُسے تجارتی کمپنیاں اور ادارے محض دولت کمانے کا ذریعہ جان کر اس کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں جس کے لیے عورت خود بھی ذمہ دار ہے۔ وہ آج مغرب زدہ مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر رہ گئی ہے۔ عالمی سطح پر نسل جدید جس جنسی بے راہ روی و ذہنی عیاشی کی شکار ہے اس کی اہم وجہ معاشرے میں روز بروز بڑھتی ہوئی عریانیت، تنگ لباسی ہے جو فحاشی و زنا جیسے مذموم فعل کا باعث بنتے ہیں۔

دنیا کی اکثر کمرشیل کمپنیوں و اداروں نے اپنے مال کی تشہیر کے لیے عورت کے حسن و جمال کا استعمال غیر مہذب طریقہ سے کیا ہے اور اس کے جسم کی نمائش کر کے اپنے مال (product) کو بیچا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے فیشن کے نام پر لباس تیار کرنے والی کمپنیوں نے ریمپ پر عورتوں کے ماڈل اتار کر انہیں جس برہنگی کے ساتھ پیش کیا ہے اس سے عورت کا وقار مجروح ہوا ہے اور اس مجروحیت کو جدید تہذیب و ارتقا کا نام دے دیا جارہا ہے۔" اس اقتصادی لبرلزم کے نتیجہ میں عورت کو جو کچھ حاصل ہوا اس سے کہیں زیادہ اس کی اپنی حرمت و شخصیت کو مجروح کرنا پڑا۔" ۸

ڈاکٹر حداد عادل نے اپنی مشہور کتاب "تمدن برہنگی اور برہنگی تمدن" میں عورت کی مغربی نظام

کے ہاتھوں مظلومیت و محکومیت سے متعلق اس طرح انکشاف کیا ہے:

" عورت اس معاشرے میں ایسے اقتصادی نظام کی محکوم و پابند ہے اور ایسا وسیلہ بن کر رہ گئی ہے جو مجبور ہے کہ مصرف کرے اور مصرف میں لائی جائے۔ مغرب کا روحانیت سے خالی اقتصادی نظام ان دو لفظوں کے علاوہ کسی بھی قدر و قیمت کو تسلیم نہیں کرتا۔ عورت بس ایک جسم ہے اور اسی لیئے اس کو چاہیے کہ مصرف کرے اور اس کا مصرف کیا جائے اور یہ لفظ "چاہیے" ہی ہے جو اس کے لباس کی شکل کو متعین کرتا ہے۔ عورت وہ مظلوم ترین مخلوق ہے جو مغرب کی سرمایہ داری پر قربان کر دی گئی ہے مگر اسی کے ساتھ ہی وہ اس نظام کے ہاتھ ایسا ہتھیار بھی ہے جس کی کاٹ نہیں۔۹

یورپی معاشرے نے عورتوں کے حقوق کا کس طرح استحصال کیا ،اسے کیا ہونا چاہئے تھا اور اُسے کیا بنا دیا مذکورہ معروضات کے بعد ہم ان حقوق کا جائزہ لیتے ہیں جو اسلام نے عورتوں کو عطاکئے ہیں اور اسلام نے عورتوں کو کس طرح عزت و احترام کی نظر سے دیکھا ہے۔نیز اس کے مقام و منزلت کا تعارف کس انداز میں کرایا ہے۔

اسلام کی نظرمیں انسان اشرف المخلوقات ہے اور انسان سے مراد محض مرد ہی نہیں اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ خالق کائنات نے انسان (یعنی عورت و مرد) کو خلق کرکے اُسے عز و شرف بخشا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

" اور ہم نے یقیناً آدم کی اولاد کو عزت بخشی اور خشکی و تری میں ان کو لئے پھرے اور ان کو اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی مخلوقات پر ان کو اچھی خاصی فضیلت دی۔"۱۰

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ پروردگار عالم نے عورت اور مرد کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ انسانی مدارج و کمالات حاصل کریں۔قرآن کی نگاہ میں عورت و مرد دونوں انسان ہیں اور دونوں کے مقام و منزلت میں کوئی فرق نہیں۔اپنے اپنے اعمال کی نسبت اجر و ثواب میں دونوں شامل ہیں۔خدا وند کریم کا قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

" جو شخص بھی نیک عمل کرے گا وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو ، ہم اُسے پاکیزہ حیات عطا کریں گے ان کے اعمال پر بہتر جزا دیں گے جو زندگی میں انجام دیتے رہے تھے۔"۱۱

عصر حاضر میں مغربی ممالک میں زیادہ اولاد ہونے کے خوف یا گناہوں کی غیر قانونی اولاد ہونے کے سبب دور جاہلیت کی طرح جنس کا تعین ہونے کی یقین دہانی کے بعد شکم مادر میں ہی زندہ در

گور کر دینا متمدن معاشرے کی ایک روش بن گئی ہے۔ اسلام نے شکم مادر میں پلنے والے نفسوں کو حق زندگی کی ضمانت دی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور جس وقت زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ کے بدلے ماری گئی؟" ۱۲

جارج جرداق نے ندائے عدالت انسانی (Voice of human justice) میں لکھا ہے:

" اے لوگو! لڑکیاں بھی تمھاری طرح کی مخلوق ہیں انھیں زندہ در گور کیوں کرتے ہو؟ یہ حضرت محمدؐ کی آواز تھی۔" ۱۳

اسلام نے عورتوں کو ان کی جنسیت و فطرت کے اعتبار سے ان کو تجارت کرنے یا ملازمت پر پابندی عائد نہیں کی ہے وہ اس معاملے میں آزاد ہیں۔ ظاہر ہے عورت بھی اسی معاشرے کا رکن ہے جو معاشرے کی ترقی میں برابر کی شریک ہے۔ اسلام نے کام کرنے کو ایک بہترین فریضہ اور بہترین عبادت قرار دیا ہے۔ ۱۳

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زوجۂ رسولؐ ملکۂ عرب حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایک کامیاب تاجرہ بھی تھیں۔ رسولؐ خدا نے خود فرمایا ہے کہ "عبادت کے ستر جز ہیں اور حلال روزی حاصل کرنا اس کا بہترین جز ہے۔" ۱۴

پیغمبرؐ اسلام نے یہاں عورت و مرد کی تخصیص نہیں کی ہے۔ عورت اپنی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے آزاد تو ہے لیکن حدود اسلامی کے دائرے میں رہ کر اسے اپنی جنسیت کے اعتبار سے ایسے آبرومندانہ پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہے جس سے اس کی عفت بھی داغدار نہ ہو۔ اسلام نے عورتوں کی محنت کی کمائی اور اس کی ملکیت کے مصرف کا اسے حقدار قرار دیا ہے۔ یورپی تہذیب تاریخ کے اس دور سے بھی گزری ہے جب عورتوں کو حق ملکیت و تصرف حاصل نہ تھا۔ اس کے بر عکس اسلام نے حق مالکیت میں عورتوں کو مردوں کی طرح محترم قرار دیا ہے۔ اسلامی نظر میں وہ جائز طریقہ سے کمائی ہوئی دولت کی خود مالکہ ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

" اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے اس کی تمنا اور آرزو نہ کرنا۔ مردوں کے لیے وہ حصہ ہے جو انھوں نے کمایا ہے اور عورتوں کے لیے وہ حصہ ہے جو انھوں نے حاصل کیا ہے۔ اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔" ۱۵

اسلام عورتوں کی ترقی اور کمال حاصل کرنے کی راہ میں سدِّ باب نہیں ہے اس نے عورتوں کو حصول علم کا حق فراہم کیا ہے اور علم کے ذریعے ترقی کے مدارج طے کرنے کی سفارش کی ہے۔اسلام نے علم حاصل کرنا بنیادی حقوق میں قرار دیا ہے۔

امام صادقؑ نے رسولِ خداؐ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے جان لو کہ خدا علم حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ عَن اَبِي عَبدِالله قَالَ رَسُولُ الله: طَلَبُ الْعِلمِ فَرِيْضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ اَلَا اِنَّ اللهَ يُحبُّ بُغَاةَ العِلْمِ ۱۶؎

طلوع اسلام نے عورتوں کو جہالت و گمراہی کی دلدل سے نکال کر ترقی دی۔اس کی شخصیت کو بلند کیا اسے آزادی رائے کا حق دیا اور یہ سب کچھ علم کی روشنی ملنے کے بعد ہی ممکن ہو سکا۔ مشہور کتاب" مغربی تمدن کی ایک جھلک "میں مجتبیٰ موسوی لاری نے شیعہ سنی تاریخوں کے حوالے سے لکھا ہے:

" عمر نے ایک دن مجمع کثیر کے سامنے منبر سے اعلان کیا جو شخص پانچ سو درہم۔ "مہرالسنّہ"۔سے زیادہ مہر معین کرے گا میں اس زیادتی کو لے کر بیت المال میں داخل کر دوں‌گا۔منبر کے نیچے سے ایک عورت نے فوراً ٹوکا اور کہا تمہارا حکم ،خدا کے حکم کے مخالف ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ " جو مہر تم لوگ زیادہ دو اس کو واپس نہ لو۔" پس تم حکمِ خدا کے خلاف حکم دینے والے کون ہو؟ کیونکہ خدا مہر السنہ سے زیادہ لینے کی اجازت دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔یہ سن کر عمر نے کہا : مرد نے اشتباہ کیا عورت نے صحیح بات کہی۔" ۱۷؎

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ مردوں کی بالا دستی رکھنے والے یورپی تمدن نے عورت کو یہ حق نہیں دیا۔یہ اسلام ہی ہے جس نے ایک عورت کو یہ حق فراہم کیا کہ مجمع عام میں بھی اپنے حق کے لیے آواز بلند کرے چاہے اس کا مطالبہ خلیفۂ وقت سے ہی کیوں نہ ہو۔

اسلام نے عورتوں کو کنیزی سے نکال کر اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا۔جی ہاں یہ اسلام ہی تو ہے جس نے مردوں کو عورتوں کی آقائیت کی منزل سے نیچے کھینچ لیا اور عورتوں کو کنیزی سے نجات بخشی اور مرد و عورت کو مقامِ انسانیت کے برابر لا کر کھڑا کیا۔

اسلام نے عورتوں کو عزت ،عظمت اور شرف انسانی کے لحاظ سے جو حقوق فراہم کیے ہیں اس میں ان کے ساتھ مساوات قائم کرتے ہوئے برابری کا درجہ عطا کیا ہے۔مرد اور عورت کے درمیان قانونی مساوات کا اعلان قرآن کریم میں اس طرح ہوا ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ ۱۸؎

اور دیکھو! عورتوں کے لیے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے لیے عورتوں پر ہیں (ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ)۔

اسلام نے نا گزیر حالات کی بنا پر (عورت و مرد کے درمیان) جب مصالحت کی صورت نہ نکلے ایسے حالات میں اگر طلاق دینے کا حق مرد کو دیا ہے تو شوہر کے انتخاب کا حق عورت کو دیا ہے۔ صرف یہی نہیں طلاق خلع لینے کا حق بھی عورت کو حاصل ہے۔ مہر کی رقم کتنی اور کیا ہو اس میں عورت کو مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے مہر کی رقم کتنی مقرر کرے یہ اس کا حق ہے۔

عورتوں کے حق مہر ادا کرنے کے لیے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا ۱۹؎

(اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی دے ڈالو۔ پھر اگر وہ خوشی خوشی تمہیں کچھ چھوڑ دیں تو شوق سے کھاؤ پیو)۔

اسلام نے عورتوں کو حق میراث میں شریک قرار دیا ہے اسے حق میراث سے محروم نہیں کیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کا اعلان ہے:

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔ ۲۰؎

(اور ماں باپ اور قرابتداروں کے ترکہ میں کچھ حصہ، خاص عورتوں کا بھی ہے خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ، حصہ مقرر کیا ہوا ہے)

اسلام نے عورتوں کو عدل و انصاف کی بنیاد پر جو حقوق دیے ہیں اس سے عورت کا وقار و مرتبہ بلند ہوا ہے جس کی مثال دیگر تہذیبی و تمدنی معاشروں میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔

اسلامی معاشرے میں عورتیں اپنی خانگی زندگی میں جو اخلاقی فرائض انجام دیتی ہیں وہ ان کا اپنے گھرانہ پر احسان ہے مثلاً اگر عورت اپنے شوہر کے گھر میں کھانا پکاتی ہے، بچوں کی نگہداشت کرتی ہے، گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے، برتن و کپڑے دھوتی ہے، کپڑے سیتی ہے یہاں تک کہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے یہ سب اسلام کی نظر میں اس کے فرائض میں سے نہیں ہے بلکہ اس کے اخلاق کریمہ میں سے ہے۔ نان ونفقہ اور رہائش کے لیے مکان کا انتظام اور اگر حالات اجازت دیں تو ملازمہ کا انتظام وغیرہ مرد کے فرائض میں سے ہے۔ اگر مذکورہ امور میں عورت اپنے شریک حیات کے ساتھ اپنی گھر گرہستی کو چلانے کے لیے اپنی محنت کی کمائی ہوئی دولت میں سے معاونت کرتی ہے تو یہ اس کا حسن اخلاق و مہر و محبت ہے لیکن اس کے

لیے اس کا شوہر یا اس کے گھر والے اسے مجبور نہیں کر سکتے۔ کم علمی اور جہالت کے سبب آج مسلم معاشرے میں اس طرح کے مسائل یا جہیز کی مانگ کو لے کر تنازعات کا ہونا اور طلاق کی نوبت تک پہنچ جانا کسی بھی طرح مناسب نہیں کیونکہ یہ خرابیاں اسلامی تعلیمات کے عین منافی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں عورتوں کے لیے حجاب کا حکم بھی اس کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو مکمل حقوق فراہم کیے ہیں۔

اب جبکہ یورپ کا کھوکھلا معاشرتی نظام علم و فکر کے ارتقائی منزلوں کو طے کر کے عورت کو اس منزل پر لا چکا ہے جہاں سے اس کی واپسی ممکن نہیں، ہاں ممکن ہے تو اسلام کی آغوش میں جس نے ایک مکمل نظام حیات پیش کر کے نہ صرف مردوں کو حقوق فراہم کیے ہیں بلکہ عورتوں کو بھی حقوق کی دولت سے مالا مال کر کے دائمی تحفظ فراہم کیا ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ عورت اور اسلام ، ص ۲۱، مولانا سید احمد علی سعید
۲۔ مجلّہ توحید، جلد ۵، شمارہ ۱۹۸۸ء، مقالہ: عورت کے انسانی حقوق
۳۔ نظام حقوق در اسلام، ص ۱۱۰۔ شہید استاد مطہری
۴۔ حقوق زن در اسلام، ص ۹۰، حسن صدر
۵۔ الدین والمرأۃ، ص ۵۶
۶۔ مجلّہ توحید (اردو) جلد ۵، شمارہ ۱ ، ص ۱۱۰، سال ۱۹۸۸ء
۷۔ مغربی تمدن کی ایک جھلک، ص ۲۴۹۔ مجتبیٰ موسوی لاری
۸۔ مجلّہ توحید، مقالہ: عورت کے انسانی حقوق، آقای سید محمد خامنہ ای، ص ۱۱۷، شمارہ ۱، ج ۵، ۱۹۸۸ء
۹۔ تمدن برہنگی اور برہنگی تمدن: ڈاکٹر غلام حداد عادل، ص ۴۱، ناشر: مقتدرہ قومی زبان ، پاکستان
۱۰۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُم۔۔۔ الخ سورۂ اسراء، آیت ۷۰
۱۱۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً۔۔۔ الخ سورۂ نحل، آیت ۹۷
۱۲۔ سورۂ التکویر، آیت ۸و۹
۱۳۔ اسلام میں خواتین کے فرائض وحقوق، ص۲۶۔ ابراہیم امینی۔ انتشارات بین الملل ہدیٰ ۔ تہران۔ ایران
۱۴۔ کافی، ج ۵، ص ۸۷

۱۵۔ سورۂ نساء، آیت ۳۲

۱۶۔ کافی، جلد ۱، ص ۳۰

۱۷۔ مغربی تمدن کی ایک جھلک، ص ۲۴۸۔ مجتبیٰ موسوی لاری۔ ناشر: تاج آفسیٹ پریس، دہلی

۱۸۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۸

۱۹۔ سورۂ النساء، آیت ۴

۲۰۔ سورۂ النساء، آیت ۷